سلسلہ کیرکٹر مرزا رسوا

از جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب، بی۔ اے۔، پروفیسر کرسچن کالج لکھنئو

شہر کے غیرآباد محلوں اور قدیم ارسطاکرسی یعنی امارت کے مٹے ہوئے آثار سے میرے دل کا ایک خاص تعلق ہے افسوس ہے کہ میں اُس عجیب و غریب کشش کو جو میرے دل کو آثار صنادید کے ساتھ ہے کسی طرح کامیابی کے ساتھ ظاہر نہیں کر سکتا۔ اے لو! یہ سامنے والی چاردیواری جس کی الماس خانی چوپہل اینٹیں اب جا بجا سے شکستہ نظر آتی ہیں میرے لیے ایک عمدہ مرقع کے اوراق سے کم نہیں ہیں۔ یہ عظیم الشان دروازہ اب جس پر کوئی دربان بھی نہیں اپنی عظمت سے اجنبی کو بھی ایک عبرت خیز صدائے دورباش دے رہا ہے اے جانے والے ٹھہر! تجھے اِس عالیشان محل کے پائیں باغ میں داخل ہونے کا کیا استحقاق حاصل ہے کیا تو اِس کے اصلی مالک کے زمانہ عروج میں اِس دروازہ کے آستانہ تک پہونچنے کی بھی جرأت کر سکتا تھا اب مالک باغ و مکان خود اِس جگہ موجود نہیں وہ سامنے مقبرے میں مع اپنے چند متعلقین کے آرام کر رہا ہے مقبرے کا دروازہ باغ کے پھاٹک کے ٹھیک محاذات میں واقع ہے وہ کیا سامنے قبر ہے۔ روزن قبر سے مالک دیکھ رہا ہے کہ ایک گلچین (رسوا) اُس کے اُس باغ کے ایک پھول کو دست برد کرنے کے ارادے سے درّانہ اُس کے عظیم الشان باغ کے دروازے میں داخل ہوا چاہتا ہے۔ اے رسوا۔ تمھیں شرم نہیں آتی کہاں جاتے ہو کیوں جاتے ہو۔ کیا اصلی مالک کی اجازت تم کو حاصل ہے۔ کیا اس مٹے ہوئے خاندان کو اور مٹانے کی فکر ہے۔ اگر کچھ بھی شرافتِ نفس تم میں باقی ہے تو اِس باغ کے دروازے میں ہوس پرستی کے ارادے سے قدم ہی نہ رکھو کیا اہل وطن کی آبرو کا تم کو پاس نہیں۔ پھر تم اُن دیہاتی قصباتی ناخدا ترس بندۂ زر بولہوس بوالفضول مکار صیّادان بیگم شکار سے کم نہیں ہو جو ایسے ارادے سے آتے ہیں کہ ذوی الاقتدار خاندانوں سے ناجائز تعلقات حاصل کرنے کا شرف حاصل کریں کوئی ذات کا جولاہا سیّد بنتا ہے کوئی اپنے آبائی اور اصلی مذہب کو چھپا کر دوسرا مذہب جس سے کاربرائی ہو ظاہر کرتا ہے اور پھر سوائے اِس کے کہ کسی خانگی بیگم نام سے تعلق پیدا کر کے فخر کرتا ہے اور یہ ادنیٰ درجہ کی عورتیں بھی اپنی خداداد ذکاوت سے اچھے خاصے ہٹّے کٹّے مردوے کا اپنا مرید بنا لیتی ہیں اور اس پر بھی تمام

عمر وہ عالم رہتا ہے طوطی را با زاغ دو قفس کردند یہ خانگی تمام عمر اپنے ہم وطن آشناؤں کی مشتاق اور اس بوم طلا کی مصاحبت سے ہمیشہ بیزار رہتی ہے بالآخر افتراق یعنی جمعہ کا نکاح اور ہفتہ کی طلاق واقع ہوتی ہے اے رسوا تم کس ارادے سے اس اجڑے ہوئے باغ میں داخل ہوتے ہو اپنے خیالات پر نظر ثانی کرو اور اگر کوئی امر بھی اس میں شرعاً یا اخلاقاً ناجائز ہو تو اس سے باز آؤ ہمارا ایمان ہم کو یہ لکچر دے رہا تھا کہ اتنے میں ہماری رہبر مسماۃ امامن نے ہمارے کان میں بڑھ کے کہا دیکھو وہ سامنے مولوی صاحب مسجد کے حوض کے پاس کھڑے کنٹھا کھٹ کھٹا رہے ہیں پہلے انھیں سے مڈبھیڑ ہوگی اگر اسی پڑھے جن کو شیشے میں اتارلیا تو پھر کامیابی سامنے ہاتھ با ندھے کھڑی ہے چھوٹی بیگم سے تمھارا نکاح ہوجائے گا۔ نکاح اس شرعی لفظ نے ہماری جھجک کو دور کردیا اور ہم آپ نے آپ کو اس باغ میں داخل ہونے کا شرعی مستحق سمجھنے لگے۔ چند ہی قدم کے بعد مولوی صاحب قبلہ سے سلام علیکم کی نوبت آئی مصافحہ ہوا۔ ابھی تک گویا ہم تنہا تھے اور اب ہم نے اپنے دہنے بائیں دو مصاحب اور اُن کے پیچھے دو خدمت گاروں کو پایا۔ اور ہم سے دوقدم آگے وہ دراز قد مکارہ امامن تھی۔ اب ہم پورے نواب صاحب تھے۔ اور ہماری رفتار و گفتار میں اپنے مکان کی ہوائے محیط کا کوئی اثر نہ تھا ہم اچھے خاصے رئیس زادے۔ بات بات پر ہزار دو ہزار روپیہ اوڑا دینے والے آدمی تھے ہماری بناوٹ کی جادوگری اپنا پورا کام کرنے کو آمادہ تھی۔ مولوی کے فحوائے تقریر سے اُس کی ذاتی غرض پیدا تھی ہم کو ایسا معلوم ہوا کہ ایک قلیل مقدار رشوت دینے سے وہ یاروں کا یار بن سکتا ہے بلکہ جس خاندان کا وہ نمک خوار ہے اُسی کو فریب دینے کے لیے وہ ہم کو پوری مدد دینے کو تیار ہے۔ اُس نے چند ہی باتوں میں کئی ناکامیاب امیدواروں کا ذکر کیا جو صرف اس سبب سے ناکامیاب ہوئے تھے کہ اُنھوں نے اُس کے ساتھ کسی معاہدہ کی تکمیل نہ کی تھی یا اُن سے اُس کو نقص عہد کا خوف تھا یا اُس نے ہم کو درپردہ دھمکی دی تھی اور وہ ہمارے جواب اور بشرے سے اس کا اندازہ کر رہا تھا کہ اُس کی تخویف نے ہم پر کس حد کا اثر کیا مگر ہم بات کا اندازہ اور بشرے کے رنگ بدلنے میں اُس کے اندازہ سے کہیں زیادہ مشاق تھے اتنے میں ایک بوڑھی سی ماما اندر سے آئی اور مولوی صاحب کے کان میں کچھ پھوک کے چلی گئی۔ اُس کے جاتے ہی مولوی صاحب کا رخ میری طرف سے بدل گیا میں تو سمجھا خدا خیر کرے مگر چند ہی لمحہ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مولویانہ بنوٹ تھی دل کی ایک حالت دوسری

حالت میں ضرور بدلی تھی مگر وہ میری کامیابی پر ناخوشی کا وجدان تھا جس کو وہ بشرہ سے ظاہر ہونے کو روکنا چاہتے تھے وہ ایسی حالت تھی جیسے کسی کو رونا آتا ہو اور وہ اُس کو ہنس کے ٹالنا چاہے اور پہلے ذرا بسور کے پھر خواہ مخواہ ہنسنے کے لیے منھ کھول دے۔ ہاں اس ماما کی ایک بات بلکہ صرف ایک ہی لفظ میرے کان تک پہونچ گئی تھی یعنی ''دولہا۔'' اور کچھ میں نے نہ سنا تھا مگر اسی لفظ سے محل کے اندرونی جذبات کو بہت کچھ سمجھ گیا تھا اور اب مجھ کو تقریباً یقین ہوگیا تھا کہ میں کامیاب ہوا۔ بیچ والوں کی باتیں بالکل بے بنیاد نہ تھیں خصوصاً رحیمن مہری کے خلوص کا مجھ کو پورا اعتماد ہوگیا۔ وہ میرے پیچھے پیچھے کسی قدر سست رفتار سے چلی آتی تھی مگر اب وہ جلد جلد قدم بڑھا کر بوڑھی ماما سے ملنے کو آگے بڑھی بلکہ عمدہ خانم کہہ کے پکارا بھی اور وہ رک گئی یہ دونوں عورتیں مجھ سے کچھ دور آگے جا کے مل گئیں اور چُپکے چپکے باتیں ہونے لگیں صرف یہ لفظیں میرے کان تک پہونچیں ''خاطر جمع رکھو۔'' ان لفظوں کا مطلب مجھ سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا اب میری کامیابی کے یقین نے اور بھی ترقی کی مگر میری رفتار پہلے سے بھی زیادہ کم ہوگئی اب میں گویا گن گن کے قدم اٹھاتا اس لیے کہ اس موقع پر مجھ کو اپنی رفتار میں کسی قدر وقار کے پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی خیر یہ تو ایک ظاہری بناوٹ تھی مگر میں اپنی اُس حالت کو سونچ رہا تھا جو کہ اس کامیابی کے بعد ہونا تھی اور اُسی کے ساتھ مجھ کو اپنے موجودہ تعلقات پر ایک نظر ڈالنا تھی اور اپنے اوقات کے انتظام کو بدلنے کا خیال تھا اب میں بیگم کے مکان پر تمام شب نہ ٹھہر سکوں گا۔ اب مجھ کو اپنے خاص مکان پر ایک ایک ہفتہ جانے کا موقع نہ ملے گا۔ اب مجھے اپنے مکان پر جانا دشوار ہوگا۔ نہیں وہاں تو صرف گھنٹہ دو گھنٹہ کے لیے جانا ضرور ہے۔ وہ نہایت ہی بیکس کم سن بی بی ہے وہ میرے حرکات و سکنات سے بالکل بے خبر ہے وہ صرف اتنا ہی جانتی ہے کہ میری ایک بی بی اور بھی ہے اور اُس کے حقوق اُس سے کہیں زیادہ ہیں وہ اُن مقدس حقوق پر اپنی تمام آرزوئیں قربان کرنے کو آمادہ ہے۔ ہاں تم وہیں رہا کرو آنکھوں سکھ کلیجے ٹھنڈک مجھ کو ذرا بھی خیال نہوگا بلکہ اگر وہ مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر راضی ہوں تو اُن کی لونڈی گیری کرنے میں بھی مجھ کو عذر نہ ہو گا مگر جب (اُن کی بیاہتا بیوی ہونے) کا خیال دل میں آتا ہے دل تھرّا جاتا ہے ہاے وہ تو اس لونڈی گیری کے قبول کرنے میں بھی مضائقہ کریں گی۔ وہ مجھ پر جابرانہ حقوق کے حاصل کرنے

کی مدعی ہیں۔وہ مجھ کو بالکل اپنی ملکیت سمجھتے ہیں اُن کے نزدیک میرا شمار ’’ما ملکت ایمانکم‘‘ میں ہے اگرچہ میرا ایک رونگٹا بھی بالفعل اُن کے قبضہ میں نہ ہو۔ (باقی آیندہ)

— بشکریہ، ’’معیار‘‘ (لکھنئو)،
جلد ۵، نمبر ۱۱ (نومبر۱۹۱۲)، صفحہ ۲۹ تا ۳۲